شمسہ صباحت
پی ایچ ڈی اسکالر
شعبہ اردو، جامعہ کراچی

اردو تحقیق کی روایت میں تحقیقی مجلّے ''بنیاد'' کا کردار

ABSTRACT

Role of Research Journal"Bunyad" in Urdu Research.
By Shamsa Sabahat, PhD Scholar, Dept. of Urdu, University of Karachi.

“Bunyad" An annual Research Journal of LUMS (Lahore University of Management Sciences) Started in year 2010. It has published 14 editions until now. The editor of Bunyad is Nasir Abbas Nayyar. It is now approved in “Y” category by HEC. Haring high quality knowledge about Urdu Literature, Linguistics, Criticism, History of literature, archival research, and translation studies. It provides a platform to emerging scholars and academics globally to share their research work. The aim of Bunyad is to explore knowledge and understanding of the Urdu Language and literature. It is providing high quality research to the world of Urdu literature.

Keywords: Research Journal, Linguistics, Research, Translation, HistoryLiterature, Creativity, Letter’s writing, Literary figures, Review.

اردو میں تحقیق کی روایت کوئی نئی چیز نہیں لیکن بدلتے ہوئے وقت کے تقاضوں، جامعاتی مطالبات اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کے قواعد وضوابط نے اس میں نئی روح پھونک دی ہے ہر کوئی تحقیقی مقالات لکھنے کی دوڑ میں مصروف ہوگیا اور نئے نئے تحقیقی مجلّات منظر عام پر آرہے ہیں۔ ان تحقیقی مجلّات کی اپنی ہی الگ دنیا ہوتی ہے جس میں اس کے اپنے قواعد و ضوابط، دستور اور رسم و رواج ہیں۔ ان مجلّات کی اشاعت کے نتیجے میں نئی نئی تحقیقات اور محققین سامنے آتے ہیں علمی دنیا میں یہ بات خوش آئند ہے کہ تحقیقی مجلّات میں اضافہ ہورہا ہے۔ نئے محققین کو معیاری مواد کی فراہمی اور نئے پہلو سے سوچنے سمجھنے کے لیے راہیں فراہم ہورہی ہیں۔

اس مضمون میں ہم ایچ ای سی کی ان ہی شرائط، قواعد وضوابط اور قائم کردہ معیارات پر پورا اترنے والے لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز سے شائع ہونے والے تحقیقی مجلّے ''بنیاد'' کا تفصیلی جائزہ لیں گے کہ تحقیق کی روایت میں تحقیقی جریدے بنیاد کا کیا کردار ہے۔

بنیاد عالمی شناخت کا حامل ایک سالانہ تحقیقی مجلّہ ہے۔ یہ مجلّہ (لمز) لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے موجودہ مدیر ناصر عباس نیرّ ہیں۔ اس میں مقالات اشاعت سے قبل ملکی و غیر ملکی ماہرین کو مصنّفین کی شناخت ظاہر کیے بغیر بھجوائے جاتے ہیں اور ان کی آراء کی روشنی میں انھیں شائع یا مسترد کیا جاتا ہے۔ ''بنیاد'' کو جامعہ لمز کا گورمانی مرکز زبان و ادب شائع کرتا ہے۔ یہ مجلّہ اردو ادب، لسانیات، تنقید، ادب کی تاریخ، دستاویزی تحقیق اور ترجمہ کاری میں کی جانے والی نئی تحقیق کو فروغ دینے میں سرگرم ہے یہ عالمی سطح کے مصنّفین کو اہم موضوعات پر اپنی تحقیق کی اشاعت کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے۔ نئے لکھنے والوں کی معیاری تحریروں کی اشاعت بھی ترجیحاً کی جاتی ہے۔(۱)

بنیاد کا پہلا شمارہ ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا ہے ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) پاکستان کی جانب سے اگست ۲۰۱۴ء میں بنیاد کو "Y" کیٹگری میں شامل کیا گیا۔ بنیاد کے تمام شمارے اس کی ویب گاہ پر بھی دستیاب ہیں۔

بنیاد کا مقصد اردو زبان و ادب کے علم، تفہیم اور ذوق کو عام کرنا اور ہر سطح پر اس کی تعلیم اور تدریس میں بہترین طریقوں کو فروغ دینا ہے۔ اب تک بنیاد کے ۱۴ شمارے منظر عام پر آچکے ہیں بنیاد کی ادارتی ٹیم میں ناصر عباس نیرّ (چیف ایڈیٹر)، محمد عاقب ارشاد (مینجنگ ایڈیٹر)، فرحان سلیم (ادارتی معاون) شامل ہیں بنیاد کی بین الاقوامی مجلس مشاورت میں جو ماہرین شامل ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) اے سیان پیو (ایسوسی پروفیسر ساؤتھ ایشین لٹریچر اور کلچر مشیگن یونی ورسٹی، امریکہ)، (۲) عتیق اللہ (پروفیسر شعبہ اردو یونی ورسٹی آف دہلی، انڈیا)، (۳) علی بیات (ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، تہران یونی ورسٹی، ایران)، (۴) فرانس پرچیٹ (پروفیسر ڈپارٹمنٹ آف ساؤتھ ایشین اسٹڈیز، کولمبیا یونی ورسٹی، امریکہ)، (۵) کامران اژدر علی (پروفیسر اینتھرو پولوجی، مڈل ایسٹ اسٹڈیز، یو۔ ٹی۔ آسٹن، امریکہ)، (۶) مرغوب حسین طاہر (ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، اسکول آف فارن اسٹڈیز، اوساکا یونی ورسٹی، جاپان)، (۷) مہرافشاں فاروقی (ایسوسی ایٹ پروفیسر، مڈل ایسٹرن اینڈ ساؤتھ ایشین لینگویجز، یونی ورسٹی آف ورجینیا، امریکہ)، (۸) محمد شافع قدوائی، (پروفیسر آف ماس کمیونیکیشن، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، انڈیا) شامل ہیں۔(۲)

بنیاد کی قومی مجلس مشاورت میں جو ماہرین شامل ہیں ان کے نام ہیں: (۱) ڈاکٹر انوار احمد (وزیٹنگ پروفیسر، شعبہ اردو، بہاؤالدین ذکریا یونی ورسٹی، ملتان)، (۲) ڈاکٹر خورشید رضوی (پروفیسر آف عربی اینڈ اسلامک اسٹڈیز، جی سی یونی ورسٹی، لاہور)، (۳) ڈاکٹر معین نظامی (پروفیسر شعبہ فارسی، جامعہ پنجاب، لاہور)، (۴) ڈاکٹر معین الدین عقیل (سابق سربراہ شعبہ اردو، جامعہ کراچی)، (۵) محمد سلیم الرحمٰن (آزاد اسکالر، لاہور)، (۶) ڈاکٹر نجیبہ عارف (پروفیسر، انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد)، (۷) ڈاکٹر رؤف پاریکھ (سابق پروفیسر، شعبہ اردو، جامعہ کراچی)، (۸) تحسین فراقی (آزاد محقق، لاہور)۔(۳)

بنیاد کو گورمانی سینٹر فار لینگویجز اینڈ لٹریچر (GCLL) اور پاکستان کے ہائر ایجوکیشن کمیشن (HEC) کی طرف سے مشترکہ طور پر مالی امداد فراہم کی جاتی ہے اس لیے بنیاد میں مقالے کی پروسیسنگ یا اشاعتی فیس نہیں لی جاتی۔(۴)

بنیاد کے لیے جمع کروائے گئے مواد کو رائے دہی کے دوران صیغہ راز میں رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔تمام مقالات موصول ہونے کے بعد درج ذیل عمل سے گزارے جاتے ہیں۔

تحقیقی مقالہ موصول ہوتے ہی ابتدائی رائے کے لیے بنیاد کے ادارتی بورڈ کو پیش کیا جاتا ہے مثبت ابتدائی رائے ملنے پر اگلا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔

بنیاد کے ادارتی بورڈ کی مثبت رائے کے بعد مقالہ ایک ملکی ماہر کو بھیجا جاتا ہے مصنف اور ماہرین کی شناخت راز میں رکھی جاتی ہے ملکی ماہر اگر کوئی کمی بیشی تجویز کردے تو مقالہ نگار سے ان ہدایات کی روشنی میں نظرثانی کی درخواست کی جاتی ہے۔اگر مثبت ہوگا تو آگے کے مراحل میں داخل ہوجائے گا۔

اس کے بعد مسودہ تفصیلی جائزے کے لیے دو غیر ملکی ماہرین کو ارسال کیا جاتا ہے مصنف اور ماہرین کی شناخت راز میں رکھی جاتی ہے۔غیر ملکی ماہرین اگر کوئی کمی بیشی تجویز کریں تو مقالہ نگار سے ان ہدایت کی روشنی میں نظرثانی کی درخواست کی جاتی ہے۔ملکی اور غیر ملکی ماہرین کو باضابطہ اعزازیہ پیش کیا جاتا ہے۔تین ماہرین کی مثبت رائے کے بعد مقالے کی حتمی ایڈٹنگ اور فارمیٹنگ کی جاتی ہے اور وہ اشاعت کے لیے تیار ہوجاتا ہے۔ بنیاد کی ایک اہم اور انوکھی بات یہ بھی ہے کہ اس میں مقالے کسی ڈگری کے حصول کے لیے شائع نہیں کیے جاتے ہیں۔(۵)

بنیاد نے شروعات میں ہی ایک خاص نمبر شائع کیا چوں کہ بنیاد کا پہلا شمارہ ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا اور وہ سال ن۔م۔ راشد کے صد سالہ ولادت کا سال تھا، اس سلسلے میں لمز میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا اور طے یہ ہوا کہ ''بنیاد'' کے پہلے شمارے میں تقریب کی روداد شامل کی جائے اسی لیے بنیاد کے پہلے شمارے کو ن م راشد کے صد سالہ جشن ولادت سے منسوب کیا گیا۔اس شمارے کے اداریے میں مدیران کی جانب سے بنیاد کے قیام کا مختصراً تعارف پیش کیا گیا ہے جس کے مطابق ''بنیاد'' لمز کے گورمانی مرکزِ زبان و ادب سے شائع ہونے والا پہلا علمی و تحقیقی مجلّہ ہے۔اس مرکز کا قیام حال ہی میں گورمانی فاؤنڈیشن کے تعاون سے ہوا ہے مقاصد میں اردو، فارسی اور عربی کی تدریس، ان زبانوں کے ادب پر اعلیٰ سطح کی تحقیق، ادبی تقریبات کا انعقاد اور دنیا بھر میں ان زبانوں سے متعلق تدریسی، تحقیق اور تخلیقی کام کے تعارف، جائزے اور تقابل کے لیے سہولتیں فراہم کرنا ہے۔ بنیاد کا اجراء اسی سلسلے کی اولین کاوشوں میں سے ایک ہے''۔(۶)

ن۔م راشد کے خاص نمبر کے حوالے سے مدیر نے اداریے میں مزید لکھا کہ یہ بھی کیسی اچھی بات ہے کہ سال ۲۰۱۰ء اردو زبان کے بڑے اور اہم شاعر ن۔م راشد کے صد سالہ جشن ولادت کا سال ہے اسی حوالے سے طے ہوا کہ بنیاد کے پہلے شمارے کو ان سے منسوب کیا جائے۔اس تقریب کی رُوداد مجلّے میں شامل ہے۔راشد اردو کے ان اہم شاعروں میں

سے ہیں جنھوں نے اردو شاعری کے دھارے کا رُخ تبدیل کیا ہے اور آئندہ نسل کے لیے امکانات کی ایسی دنیا دریافت کی ہے جس کی سیر وسیاحت میں ان کے لیے سہولت بھی ہے اور کامیابی کی امید بھی کیوں کہ یہ دنیا ان کے تجسس کو بیدار رکھے ہوئے ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے راشد کی اہمیت بڑھتی جاتی ہے۔ ان کے لہجے، ان کی زبان، ان کے موضوعات، اسلوب و آہنگ اور ان کی شخصیت اور شاعری کے دوسرے گوشوں پر اپنی تحریریں فراہم کرنے والے تمام ادیبوں کے ہم بہت ممنون ہیں۔(۷)

بنیاد کا پہلا شمارہ چھ حصوں پر مشتمل ہے حرف اول میں بنیاد کا تعارف بیان کیا گیا ہے حصہ مضامین میں ۱۸ مضامین شامل ہیں جو ن۔م راشد کے لہجے ان کی زبان، ان کے موضوعات، اسلوب و آہنگ اور ان کی شخصیت اور شاعری کے مختلف گوشوں پر مشتمل ہیں۔ پہلا مضمون/ مقالہ شمس الرحمٰن فاروقی کا ہے جس کا عنوان ''ن م راشد: صورت و معنی کی کشمکش ''لا۔انسان'' کے آئینے میں اور دوسرا مضمون بھی فاروقی صاحب کا ہی ہے جس کا عنوان ''ن۔م راشد اور غزالِ شب'' تیسرا مضمون ''راشد کی سامراج دشمنی'' پروفیسر فتح محمد ملک کا تحریر کردہ ہے۔ چوتھا مضمون ڈاکٹر سلیم اختر کا ''ن م راشد کا متروک کلام'' پانچواں مضمون ''ن م راشد: کچھ معروضات'' جو شاہ رخ ارشاد اور ڈاکٹر تحسین فراقی نے تحریر کیا ہے۔ چھٹا مضمون ''فہمیدہ ریاض کا ن م راشد اور حیران و پریشان عورت'' کے نام سے ہے۔ پھر ڈاکٹر سعادت سعید کا مقالہ ''جدید ترین شاعری یا نئی شاعری کے بارے میں ن م راشد کے خیالات'' ہے۔ آٹھویں نمبر پر ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری کا تحقیقی مضمون ''ن م راشد اور خاکسار تحریک'' ہے پھر ''آب و باد و خاک کا نغمہ خواں'' کے عنوان سے جلیل عالی کا مضمون ہے۔ مبین مرزا کا مضمون ''ن م راشد اور عہد جدید کا انسان'' ہے۔ ڈاکٹر ضیاالحسن نے ''راشد کا مذہبی شعور'' کے حوالے سے لکھا ہے۔ ناصر عباس نیر نے ''راشد کا نیا آدمی، دن رات کی پا کوبی'' کے عنوان سے تحریر کیا ہے۔ توحید احمد نے ''ن م راشد بطور مترجم'' بیان کیے ہیں۔ ڈاکٹر ثمینہ ندیم نے ''ن م راشد کے تنقیدی نظریات'' پیش کیے ہیں۔ خرم علیم نے ''راشد کی شاعری بغاوت یا نمائندگی'' کے عنوان سے مضمون/ مقالہ پیش کیا جبکہ تنویر ساغر نے ''راشد کی شاعری میں فکری مزاحمت کے چند پہلو'' دکھانے کی کوشش کی ہے۔ ذوالکفل حیدر نے ''حُسن کوزہ گر'' کے نام سے راشد کی شخصیت بیان کی ہے جبکہ آخر میں یاسمین راشد جو کہ ن م راشد کی صاحبزادی ہیں نے وضاحتی مضمون لکھا ہے جس میں انھوں نے بتایا ہے کہ راشد کی میت کو دفنانے کے بجائے کیوں جلایا گیا۔(۸)

مندرجہ بالا تمام مقالوں/ مضامین سے راشد کی شخصیت بخوبی عیاں ہوگئی ہے تمام مقالہ نگاروں نے بہت خوبی عمدگی کے ساتھ راشد کی زندگی کے ہر پہلو کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے چاہے وہ ان کی شخصیت ہو یا ان کی شاعری یا ان کی شاعری میں استعمال ہونے والے موضوعات ہر ایک پہلو کو بہت تفصیل کے ساتھ لوگوں کے سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔

جریدے کے دوسرے حصے میں ن م راشد کے حوالے سے تاثرات پیش کیے گئے ہیں جس میں ن م راشد کی شخصیت ان کی شاعری اور ان کے منفرد انداز کے حوالے سے تاثرات پیش کیے گئے ہیں جن شخصیات نے یہ تاثرات پیش کیے

ہیں ان میں حمید اختر، کشور ناہید، سلیم آغا قزلباش، احمد ہمیش، اور ڈاکٹر ناہید قاسمی شامل ہیں جنھوں نے راشد کو ایک منفرد شاعر کی حیثیت سے پایا۔

شمارے کے اگلے حصے میں ن م راشد کا سوانحی خاکہ پیش کیا گیا اور لمز میں منعقدہ ن م راشد کے صد سالہ جشن ولادت کی روداد پیش کی گئی ہے۔ جس میں اس تقریب میں پڑھے جانے والے تمام مقالوں کا حوالہ دیتے ہوئے راشد کی شخصیت بیان کی گئی ہے پھر اگلا حصہ تصاویر کا ہے جس میں اس تقریب میں لی گئی تصاویر شامل کی ہیں اور آخر میں ایک انگریزی میں مقالہ ہے جسے ایم اے آر حبیب نے تحریر کیا ہے جس کا عنوان ہے "N.M. Rashed: The Development of a Major Urdu Poet"۔

بنیاد کا دوسرا شمارہ ۲۰۱۱ء میں منظر عام پر آیا، بنیاد کے دوسرے شمارے میں بہت مبسوط اداریہ تحریر کیا جو کہ سید نعمان الحق کی جانب سے لکھا گیا ہے۔ اس میں ۱۵ مضامین ۲ تبصرے اور دو مضامین انگریزی میں تحریر کیے گئے ہیں۔ اس شمارے کے تمام مقالہ نگار نہایت ہی اعلیٰ درجے کے محققین ہیں جنھوں نے ہر مضمون بڑی ہی ذمے داری کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ پہلا مضمون ابوالکلام قاسمی کا ہے جس میں انھوں نے ''کلاسیکی شاعری میں طنز و مزاح کی روایت'' بیان کی ہیں اس مضمون میں اردو کلاسیکی شاعری میں طنز و مزاح کی روایت کو بیان کیا گیا ہے۔ مصنف نے بحث کی ہے کہ غزل کے ایمائی اور رمزیہ اسلوب کے طفیل ہر طرح کے موضوعات کو مرثیہ، قصیدہ اور مثنوی کے علی الرغم قبول کرنے کے باعث کامیاب ترین صنف ہے۔ پھر تبسم کاشمیری نے ن م راشد پر مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ہے ''راشد تخاطب، خود کلامی اور مکالمے کی تکنیک'' مصنف نے ن م راشد کی شاعری میں مخاطب، خود کلامی اور مکالمے کی تکنیک کا مطالعہ پیش کیا ہے۔ مصنف نے بہت سی مثالیں پیش کی ہیں کہ راشد کی ندائیہ تکنیک نے اس کی شاعری کو ایک منفرد ڈرامائی رنگ عطا کیا ہے۔ اگلا مقالہ سعادت سعید کا ہے جس کا موضوع افتخار جالب اور فیض کی دو نظمیں ''ایک پڑھے لکھے قاری کی لفظی میناکاری'' معین الدین عقیل نے مشفق خواجہ کی تحقیق کے حوالے سے مضمون لکھا جس کا عنوان ''مشفق خواجہ: تحقیق و تخلیق کے انقلابی موڑ''۔ مصنف نے دور حاضر کے ایک عظیم اردو اسکالر مشفق خواجہ سے بہت قریبی تعلقات کی بنا پر اس عظیم شخصیت کے عالمانہ تحقیقی منصوبوں کے مکمل نہ ہونے کی متعدد وجوہات بیان کی ہیں۔ آصف فرخی نے نذیر احمد کے ساتھ ۱۸۵۷ء کے بعد جو معاملات پیش آئے ان کے حوالے سے مضمون لکھا جسے ''نذیر احمد کا غدر'' موضوع دیا گیا۔ اس مقالے میں نشاندہی کی گئی ہے کہ نذیر احمد کی تحریروں اور ان کے نظریات کی تاریخی منصوبہ سازی کا پتا چلتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے واقعات کے بارے میں ان کا نقطہ نظر انگریزوں کے نقطہ نظر سے زیادہ مختلف نہ تھا جو اس تحریک کو بغاوت کے نظریے سے دیکھتے تھے۔ محمود الحسن بزمی نے وارث شاہ کے منظوم ترجمے پر تحقیقی جائزہ لکھا ہے۔ جس کا عنوان ''ہیر وارث شاہ کا ایک منظوم اردو ترجمہ'' ہے پھر سید شبیر حسین نے ''گلزار بطور افسانہ نگار'' کے عنوان سے مضمون لکھا جس میں گلزار کے افسانوں میں ان کے اسلوب تکنیک اور موضوعات پر تحقیقی جائزہ پیش کیا۔ محمد سعید نے

"غالب کے اردو کلام کی ترتیب و تدوین کی روایت (۱۹۵۸ء عیسوی تک)" میں ۱۹۵۸ء تک غالب کے کلام کی جتنی بھی ترتیب و تدوین کی گئی ہے ان کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ عظمیٰ عزیز خان نے "مکتوبات جلال الدین رومی۔ تعارف اور جائزہ" کے نام سے مقالہ تحریر کیا۔

پھر سفیر حیدر نے "انتظار حسین کے افسانے کا فکائی مطالعہ" پیش کیا۔ رابعہ ظفر کا مضمون "علی عباس حسینی کے خطوط بنام محمد طفیل: تحقیق و تدوین مع حواشی" ہے۔ سنبل نسیم نے "اردو غزل میں اساطیری حوالے (۱۹۷۰ء عیسوی کی دہائی میں) طاہرہ صدیقہ نے "مختار صدیقی کی شاعری میں ہئیتی اور موضوعاتی تجربے" لکھا۔ خرم علیم نے "مجید امجد کی شاعری میں تصور وقت" کے نام سے مضمون تحریر کیا جبکہ ایم خالد فیاض نے "اردو افسانے کی تنقید... مختصر تحقیقی جائزہ" لکھا۔ غلام حسین ساجد نے "روئے اسی وی آن" کے عنوان پر تبصراتی مضمون اور آخر میں ڈاکٹر نجیبہ عارف نے ناول نگاروں کے حوالے سے "تنقید اور تخلیق کی کتھا نوجوان ناول نگار" پر تبصراتی مضمون لکھا ہے۔ ہسپانوی زبان کے ناول نگار، ڈراما نگار اور ادبی نقاد ماریو برگس یوسا کی ایک کتاب جس کا ترجمہ انگریزی میں ایک امریکی مترجم نے کیا اور محمد عمر میمن نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو "نوجوان ناول نگار کے نام خطوط" کے عنوان سے ۲۰۱۰ء میں شہزاد کراچی سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں اس کتاب کا تعارف، تجزیہ اور تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ مبصر نے ترجمہ کار کی مہارت اور مصنف کی تخلیقی قوت کی تعریف کی ہے اور اسے فکشن کی تنقید کی ایک اہم کتاب قرار دیا ہے۔ آخر میں دو انگریزی مضامین بھی ہیں *Faiz Ahmed Faiz and N. M. Rahshed: A Comparative Analysis* by A Sean Pue اور دوسرا *The Material limits of Ideal bodies in Sarmad Sehbai's Mah-e-uryan* by Prashant Kesharmurthy.

"بنیاد" کے دوسرے شمارے کی جلد دوم بھی ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔ اس کا اداریہ بھی سید نعمان الحق کی جانب سے لکھا گیا ہے اس مجلّے میں آٹھ مقالے شامل کیے گئے ہیں۔ جس میں شمس الرحمٰن فاروقی کا "میر کی شعری روایت" کا شامل ہے۔ اس مقالے مین ہندوستان میں دیے گئے خطبے کے متن میں مصنف اردو کی کلاسیکی شاعری کے پیرائے میں میر کا مقام بحال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ تحریر اردو شاعری کی اس عظیم اور طاقتور روایت جس سے ولی، ناسخ، غالب اور میر سبھی وابستہ رہے ہیں کا خاکہ کھینچتی ہے۔ اس تحریر کا بنیادی نکتہ کسی شعر کی سند اور معنویت کے لیے شاعر کی زندگی یا سوانح، اس عہد کے سیاسی حالات اور عمومی تاریخی تناظر کو بطور اصول لینے کے بجائے اس کی شعری حیثیت کی موجودگی ہے۔ پھر تبسم کاشمیری کا مضمون "اردو تحقیق کا ابتدائی دور (سرسید احمد خان)" پیش کیا گیا اس مضمون میں انیسویں صدی کے آخری ربع میں تنقیدی تاریخی نویسی کے طریقہ کار کو اردو میں برتنے کے لیے سرسید احمد خان کی اولیت پر بحث کی گئی ہے۔ اردو کی تحقیقی روایت میں سرسید کی تصنیف "آثار الصنادید" اور ان کے مرتب کردہ "آئینِ اکبری" اور "تاریخ فیروز شاہی" کو اہم سنگ میل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ مصنف کسی حد تک اس مفروضے کے درست ہونے کا قائل دکھائی دیتا ہے کہ سرسید نے تحقیقی طریق ہائے

کار برطانوی راج کے کارندوں اور علما سے سیکھے ہوں گے جو خود بھی تاریخ اور تحقیق کا شغف رکھتے ہوں گے۔ پھر مبین مرزا کا مقالہ "اثر خواب گراں میں: جوش انقلاب وتہذیب کا تناظر" ہے پھر "فیض کے اسلوب شعر کا ارتقا"۔ ضیاالحسن بزمی نے تحریر کیا ہے۔ محمود الحسن بزمی نے "کلامِ بلھے شاہ کے منظوم اردو تراجم" کے عنوان سے مقالہ تحریر کیا۔ محمد سعید نے "سعادت حسن منٹو کا ایک مدون نادر ترجمہ" کے نام سے مقالہ تحریر کیا "تحریفات کلام اقبال: تحقیقی وتنقیدی مطالعہ" آخر میں عمر فاروق کا مقالہ "غزل: کیفیت ابتدا اور بنیادی لغوی معانی" ہے اس مجلّے میں محض ایک ہی تبصرہ شامل کیا گیا ہے طاہرہ صدیقہ کا جو کہ انھوں نے شمس الرحمٰن فاروقی کے ناول "کئی چاند تھے سر آسماں" پر کیا ہے اور بہت ہی اعلیٰ تبصرہ پیش کیا ہے ہر پہلو کو باخوبی بیان کیا گیا ہے۔ اس میں انگریزی مضمون بھی ایک ہی لکھا گیا ہے جس کا موضوع ہے:

"Who sill listen to the tale of my woeful heart?"
The portrait of 'nautch' girls in earaly Urdu litrature by Raza Rumi.

یہ شمارہ بہت مختصر ہے کیوں کہ بنیاد سالانہ بنیادوں پر شائع کیا جاتا ہے لیکن دوسرا شمارہ ششماہی بنیاد پر شائع کیا گیا ہے۔ اسی لیے اس شمارے میں باقی شماروں کی بانسبت مضامین کی مقدار کم ہے۔ جبکہ تبصرے اور انگریزی مضامین بھی محض ایک ایک ہی ہیں۔

پیرزادہ سلمان نے بنیاد کے دوسرے شمارے جلد دوم میں اس کا جائزہ لیا جو ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا کہتے ہیں: "بنیاد کے جلد ۲ میں بہت سے دلچسپ اور پڑھنے کے قابل مضامین ہیں۔ بنیاد ایک اردو لفظ ہے جسے عام طور پر کسی چیز کی تعمیر کے لیے بنیاد یا بنیاد کے طور پر سمجھا جاتا ہے اس کا مطلب شروع کرنا بھی ہے۔ یہاں بنیاد کے تازہ ایڈیشن کا پہلا ٹکڑا جدید اردو تنقید کے ادبی دیو شمس الرحمٰن فاروقی کا ہے۔ میر تقی میر کی شاعری کے حوالے سے۔ میر اور فاروقی کے امتزاج کا تصور کریں جو ایک اعلیٰ درجے کے شاعر ہیں اور نقاد ہیں فاروقی اپنی تحریر میں صبر کے بارے میں براہ راست بات نہیں کرتے بلکہ وہ ایک چکر کاٹتا ہے اور اپنے دلائل کا آغاز یہ بتا کر کرتا ہے کہ آخر میرؔ ادبی روشنی میں واپس آ رہے ہیں اس کے بعد فاروقی نے میر کی شاعری میں پائے جانے والے تحریروں پر روشنی ڈالی۔ اس تناظر میں وہ مختلف کلاسکی شاعروں کی غزلوں سے مثالیں پیش کرتے ہیں جنھوں نے میرؔ سے پہلے یا بعد میں اس فن کو اعلیٰ سطح پر پہنچایا اور میرؔ کا امتیاز بھی زیر بحث ہے۔ ادب سے متعلق بہت ہی بنیادی مسائل کو چھوتی ہے اگر یہ مواد مواد کے لحاظ سے قدرے بھاری لگتا ہے تو عمران ظفر کی ایک تحقیق بعنوان "تحریفات کلام اقبال" قاری کو ایک اہم موضوع کو نسبتاً ہلکے انداز میں حل کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ یہ علامہ اقبال کی شاعری یا ان کی نظموں کی پیروڈی سے متاثر مزاح سے بھری نظموں کا تنقیدی مطالعہ ہے جیسا کہ توقع ہے اس طرح کی تحریفات (پیروڈیز) کا پس منظر دینے کے بعد مصنف نے پہلا شاعر جس پر بحث کی ہے وہ اکبرالہ آبادی ہے۔ اس کے علاوہ جوش ملیح آبادی پر مضامین (بذریعہ مبین مرزا) اور فیض احمد فیض کے اسلوب واسلوب کا ارتقا (از ضیا الحسن) معیاری تنقید کی

مثالیں ہیں ۔ یہ نایاب ترجمہ ہے۔ ترجمہ محمد سعید نے کیا ہے اور اس کے لیے ان کی تعریف کی جانی چاہیے۔ میگزین میں انگریزی زبان کا واحد ٹکڑا صحافی رضا رومی کا ہے جس میں ابتدائی اردو ادب میں ناچ لڑکیوں (ناچنے والی لڑکیوں) کی تصویر کشی کی گئی ہے ۔ مثلاً: ''اس میں بھی رسوا کے امراؤ جان سے لے کر غلام عباس کی آنندی تک، وہ مصنّفین کے ذریعے رقص کرنے والی لڑکیوں کے ساتھ کیے جانے سلوک کو یقین کے ساتھ تلاش کرتے ہیں۔''(۹)

بنیاد کا تیسرا شمارہ جولائی ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا جس کا اداریہ سید نعمان الحق نے تحریر کیا پھر اس میں سات مقالے شامل کیے گئے ہیں شمس الرحمٰن فاروقی کا مقالہ ''میری گزارش احوال واقعی'' کے عنوان سے ہے اس میں انھوں نے اپنی تنقیدی اور ادبی زندگی کے بہاؤ چڑھاؤ اور سفر کے بارے میں جو بتایا ہے اور خود بینی کے ساتھ احتساب کیا ہے اور اپنے آپ پر فرد جرم عائد کر کے جس طرح خود اپنا دفاع کیا ہے وہ اردو دنیا اور خاص کر نئے ادیبوں کے لیے بہت ہی کارآمد چیز ہے پھر محمد عمر میمن اور توشی ہیکو از وتسو کا مضمون ''ایجاد اور اشیاء کا لازمانی نظام: عین القضات الہمدانی کے عرفانی فلسفے کا مطالعہ'' خورشید رضوی نے ''آرتھر کانن ڈوئیل اور روحانیت'' کے موضوع پر لکھا ہے ڈاکٹر معین الدین عقیل کا مقالہ ''اردو زبان کی اولین قواعد کا قضیہ: روایت، انکشاف، تعارف'' ہے پھر آصف فرخی کا مضمون ''شکل طاؤس کرے آئینہ پرواز: انتظار حسین تنقید کے تناظر میں'' اس مقالے میں آصف فرخی نے انتظار حسین پر مختلف پہلوؤں سے کی جانے والی تنقید کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ انتظار حسین کے افسانوں پر گذشتہ برسوں میں کئی تنقیدی اور ستائشی مضامین لکھے جا چکے ہیں۔ یہ مضمون حسن عسکری، ممتاز شیریں اور وارث علوی سمیت کئی نقادوں کی تحاریر پر مشتمل ہے۔ محمود الحسن بزمی کا مقالہ ''کلام شاہ حسین کے منظوم اردو تراجم'' کے عنوان سے ہے طاہرہ صدیقہ نے ''پرانے زمانوں میں جینے والا شاعر معین نظامی (متروک، ایک جائزہ) پیش کیا ہے شمس الرحمٰن فاروقی نے ایک اور مضمون ''کچھ تراجم دشعر'' کے نام سے لکھا۔ پھر سید نعمان الحق نے ''طاسین الازل والالتباس''، ابن منصور حلاج تحقیقی متن، ترجمہ اور آخر میں انگریزی مضمون by Robert Fisk "When did we stop caring about meaning

اسی طرح چوتھا شمارہ ۲۰۱۳ء میں شائع ہوا اس شمارہ کے شائع ہونے پر نظامت کی ذمہ داریاں مہمان مدیر نجیبہ عارف نے نبھائی اور اب یہ شمارہ تھوڑا ضخیم ہے اس میں مشمولات کے حوالے سے مجلّے میں موضوعاتی تنوع پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور تحقیق، تنقید، تراجم اور تبصرہ کتب کو علیحدہ علیحدہ عنوانات کے تحت ترتیب دیا گیا ہے ''تحقیق و دریافت'' کے حصے میں پہلے معین الدین عقیل کا مضمون شامل ہے جس کا عنوان ''عالم اسلام میں طباعت کا آغاز اور تذبذب جنوبی ایشیا میں فارسی طباعت کے عروج و زوال کا مطالعہ'' محمد یوسف صدیق کا مقالہ ''بنگال کے اسلامی کتبات کی روحانی جہت'' پھر محمد علی اثر کا مقالہ ''اردو کا پہلا نثری رسالہ اور اس کا مصنف'' اسی کے ساتھ محمد حمزہ فاروقی کا مقالہ ''روزنامہ انقلاب اور اس کا سیاسی کردار'' ڈاکٹر رؤف پاریکھ کا مقالہ ''قرار اللغات: امیر اللغات کا تکملہ؟ اس مقالے میں اردو کی ایک نسبتاً غیر معروف لغت قرار اللغات'' کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور اس کی تاریخی ولسانی اہمیت اور قدر و قیمت کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تحقیق کے مطابق

قرار الغات کی تالیف تقریباً ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ اس کا صرف ایک ہی ایڈیشن شائع ہوسکا۔ یہ اشاعت ۱۹۱۹ء میں ہوئی اس ایڈیشن کے صفحات کی تعداد ۳۱۶ ہے۔ یہ لغت چار حصوں پر مشتمل ہے جن میں مرکب محاورات، اسما، مرتب الامثال اور ان فارسی جملوں کے مطالب بیان کیے گئے ہیں جو مثل کے طور پر بولے جاتے ہیں، لغت میں بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے بعض اندراجات میں حروف تہجی کی ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا اور کچھ مقامات پر اسناد یا حوالے ناقص ہیں۔ چند اندراجات کے معنی بھی مشکوک ہیں۔ لہٰذا اسے ایک معیاری لغت تو قرار نہیں دیا جاسکتا لیکن اس کی تاریخی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔(۱۰)
جاوید احمد خورشید کا مقالہ'' اردو میں شکنتلا کی تقلیب نمائندہ متون کا تحقیقی مطالعہ'' اور آخری مقالہ خالد امین کا مولوی عبدالحق کی ایک نادر تحریر پر ہے''اردو مصنّفین اور تحریکِ اتحادِ اسلامی'' مندرجہ بالا تمام مضامین/ مقالے تحقیقی لحاظ سے منفرد موضوعات ہیں جبکہ حصہ ''بیادِ رفتگاں'' میں تحسین فراقی ''عبدالستار صدیقی: ماہر لسانیات، تہ رس محقق'' کے موضوع پر مضمون لکھا ہے۔ اگلا حصہ ''میرا جی: تحقیقی مطالعات'' کا ہے جس میں چار مضامین لکھے گئے ہیں جس میں تبسم کاشمیری کا مقالہ ''میرا جی اور جدید نظم کی تفہیم کا فریم ورک'' یہ مقالہ میرا جی کی تنقیدی صلاحیت اور اردو تنقید میں ان کے کردار کا مطالعہ پیش کرتا ہے۔'' دوسرا سعادت سعید کا ''میرا جی کی فکری جہتیں'' تیسرا نجیب جمال کا مقالہ ''میرا جی اور مغالطے'' اور ناصر عباس نیّر کا ''میرا جی کے تراجم'' کے نام سے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ اس مقالے میں میرا جی کی ہمہ گیر شخصیت کے اہم پہلو یعنی دیگر غیر ملکی زبانوں سے ترجمہ نگاری کے میدان میں ترجمے اور کچھ نئے نظریات کے تناظر میں ان کے انوکھے انداز کی وضاحت اور تشخیص کی گئی ہے۔

ان کے مطابق میرا جی کی شاعری اور تراجم کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ میرا جی محض ایک شاعر ہیں پیغام بر یا باغی نہیں۔ میرا جی کے زمانے میں پیغام بر یا باغی دونوں قسم کے شاعر موجود تھے مگر میرا جی نے ان کا نہیں ایک اپنا راستہ اختیار کیا۔ ان کے پاس دنیا کو سمجھنے کا ذریعہ شاعری تھی(۱۱) شمارے کے چوتھے حصے ''نقد و نظر'' میں چھ مضامین شامل ہیں جس میں زاہد منیر عامر کا ''تمثال و تجرید (واصف علی واصف کی نظم نگاری)'' محمد سلمان بھٹی کا ''لاہور کا تھیٹر: قیام پاکستان سے ۱۹۷۰ء تک'' طارق محمود ہاشمی کا ''کلاسیکی اردو غزل میں تصورِ انسان'' محمد حمید شاہد کا ''اسد محمد خاں کے افسانے'' زریں حبیب مرزا کا ''زندگی اور ادب، شاہان اودھ کے عہد میں: تنقیدی مطالعہ'' پنکی جسٹن کا ''پنڈ تارا مابائی سماجی مصلح اور بائبل کی پہلی خاتون مترجم'' پانچواں حصہ ''تراجم'' کا ہے دو مضامین عمر میمن نے انگریزی سے ترجمہ کیے۔''ابن سینا کا مردِ پرّاں سیاق و سباق میں'' اور ''مسئلہ نفس و جسم: ابن سینا اور دیکارت'' جبکہ عصمت درانی نے فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا،'' آفتاب رائے لکھنوی اور اس کا تذکرہ ریاض العارفین۔''

حصہ ''تبصرہ'' میں نجیبہ عارف نے محمد عمر میمن کے انگارے کے عنوان سے انگریزی ناول embers کا اردو ترجمہ کیا ہے اس مضمون میں انھوں اس ناول کے اردو ترجمے کا تعارف، تبصرہ اور تجزیہ پیش کیا ہے پھر آخر میں تین مضامین ''حصہ انگریزی'' میں ہیں۔

1. Rumi, Iqbal and the west: some recent Interpretations from Pakistan by (Christinaoesterheld)
2. Miraj: The return of Anima by (SarmadSehabai)
The Oxford Edition of Iqbal's Lectures: A Brief History by (Ali Usman Qasmi)

بنیاد کا پانچواں شمارہ بھی نجیبہ عارف کے زیر اہتمام شائع ہوا یہ شمارہ چھ حصوں میں منقسم کیا گیا ہے پہلا حصہ ''نایاب کلاسیکی متون''، ''دریافت، تقسیم، تدوین'' پر مشتمل ہے اس میں پانچ مضامین ہیں ''اردو ادب میں گارسیں و تاسی کے احسانات''، ''اولین تاریخ ادب اردو'' کے موضوع پر معین الدین عقیل نے مضمون تحریر کیا۔ ''مثنوی جہاں آشوب: اٹھارویں صدی میں ہندوستان کی سیاسی وسماجی حالت پر شاعرانہ نوحہ'' عارف نوشاہی نے تحریر کیا۔ محمد علی اثر نے''دکنی کی ایک نایاب مثنوی ظفر نامہ عشق''تحریر کیا۔ احمد سعید نے''مکاتیب مختار زمن''نجیبہ عارف اور جواد ہمدانی نے''جنوبی ایشیا میں اولین سفر نامہ انگلستان: تاریخ جدید''تحریر کیا ہے۔ شمارے کا دوسرا حصہ''افکار تازہ کے نام سے شامل کیا گیا ہے جس میں''مصری کی ڈلی یا سفید چینی: ترجمہ نگاری اور اس کے آزار''موضوع پر محمد عمر میمن نے مضمون لکھا ہے جبکہ محمد شمیم حنفی نے'' بھارت میں اردو: ایک ہندوستانی تناظر'' کے نام سے مضمون تحریر کیا ہے۔ شمارے کا تیسرا حصہ'' بیاد رفتگاں'' ہے جس کو تین حصوں میں مزید بانٹا گیا ہے پہلا''گوشہ شبلی نعمانی''جس میں شبلی کے حوالے سے تین مضامین تحریر کیے گئے ہیں محمد حمزہ فارقی نے دو مضامین''مولانا شبلی اور سید سلیمان ندوی کا اشتراک علمی'' اور''مکاتیب سید سلیمان ندوی'' کے عنوان سے پیش کیے ہیں جبکہ ناہید ناز نے''توقیت شبلی'' تحریر کیا۔ دوسرا حصہ گوشہ مجید امجد''جس میں ناصر عباس نیئر نے''مجید امجد کی نظم میں حزن کا مطالعہ''کیا اور شیراز فضل داد نے''مجید امجد کی شاعری میں سماجی حیثیت'' کے نام سے مقالہ پیش کیا ہے۔ تیسرا''گوشہ سلیم احمد'' ہے جس میں شمس الرحمٰن فاروقی کا مقالہ سلیم احمد، تیس سال بعد''اور عزیز ابن الحسن کا''کاغذ کے سپاہیوں سے لشکر بنانے والا مابعد جدید دنیا میں'' شامل ہیں۔ یہ شمارے کا حصہ نہایت ہی خوب صورت ہے۔

شمارے کے چوتھے حصے''تحقیق و تنقید'' میں آٹھ مضامین شامل کیے گئے ہیں۔''امیر مینائی کی فارسی شاعری: فکر عالی ہو تو مضمون نیا ملتا ہے''۔ تحسین فراقی کا تحریر کردہ ہے فیض الدین احمد نے''تذکرہ نکات الشعرا کی تدوین''آصف فرخی نے''اردو افسانہ: نئے تناظر کی تلاش میں'' ضیا الحسن نے نیئر مسعود کا افسانہ: مسکن: تجزیاتی مطالعہ''محمد سلمان بھٹی کا''لاہور تھیٹر: ۱۹۷۱ء سے ۲۰۱۳ء تک'' عابد سیال کا''کلاسیکی چینی شاعری میں انسان دوستی'' طارق محمد ہاشمی کا'' اردو نظم کا غیر وابستہ لحن اور تصورات انسان'' اور پنکی جسٹن کا''انیسویں صدی میں اردو صحافت کی ترویج میں مسیحی برادری کا حصہ'' کے عنوانات سے مضامین شامل ہیں۔

پانچواں حصہ''تبصرے'' کا ہے جس میں سعادت سعید نے سائنسی وژن اور وجدانی منطق بحوالہ ذات اور قبائے صفات: عکسی مفتی کی تلاش'' کے موضوع پر بہت ہی جامع تبصرہ پیش کیا ہے۔

شمارے کا چھٹا اور آخری حصہ انگریزی مضامین کا ہے اس میں تین مضامین شائع ہوئے ہیں۔

بنیاد کا چھٹا شمارہ ۲۰۱۵ء میں شائع ہوا یہ سال بنیاد کے لیے خوش آئند تھا کیوں کہ اس سال رسالے کی علمی متانت اور تحقیقی وقار کے پیش نظر HEC نے اسے Z سے Y درجے کے مجلّات میں شامل کرلیا ہے۔ اس کا پہلا حصہ ''تحقیق و تنقید'' کا ہے جس میں ملک کے مایہ ناز محققین نے اپنی قیمتی تحقیق سے اردو ادب کو مالا مال کیا جس میں پہلا مضمون ڈاکٹر معین الدین عقیل کا ہے ''ہندوستان میں لکھی جانے والی اولین فارسی خودنوشت'' جو امیر الدین میرا جی شمس العشاق کی ہے جو انھوں نے ۱۵۸۵ میں تحریر کی تھی۔ ڈاکٹر رؤف پاریکھ کا مضمون ''اٹھارہ سو ستاون سے قبل کی اردو شاعری میں یورپی زبانوں کے دخیل الفاظ'' عارف نوشاہی کا مضمون ''تکملۃ التکملۃ: سندھ میں فارسی تذکرہ نویسی کی روایت کا آخری نمونہ'' فیض الدین احمد کا مضمون ''طغیانی روموسی: اردو شاعری میں سانحات کے اظہار کی روایت کا ایک گم شدہ باب'' اور مزمل بھٹی/ طارق جاوید کا مضمون ''خطہ ستلج کی بولیوں اور زبانوں کے اردو سے لسانی روابط'' شامل ہیں۔

گوشہ اقبال شمارے کا بہت خاص ہے اس شمارے میں اقبال کے پہلے مجموعہ کلام اسرار خودی (۱۹۱۵ء) کی اشاعت کے سو سال مکمل ہونے پر ایک خصوصی گوشہ ترتیب دیا گیا ہے اس میں چھ مضامین شامل ہیں جس میں واصف علی واصف نے ''(اقبال اور خودی'' ایوب صابر نے ''معرکہ اسرار خودی'' محمد یامین عثمان ''علامہ اقبال اور عطیہ فیضی: باہمی روابط کے دو تاریخ ساز اثرات'' اور سعادت سعید نے'' علامہ محمد اقبال: جادوانی عظمت کے نقیب'' وحید الظفر نے ''اقبال کا تصور تنہائی: نظم ''تنہائی کے پس منظر میں'' مسعود الحسن ضیاء نے ''اسرار خودی: ردعمل کی لہریں'' کے عنوانات سے مضمون تحریر کیے۔ جس میں اقبال کی شخصیت کو اور زیادہ بہتر طریقے سے دکھانے کی کوشش کی ہے۔ علاوہ ازیں اس شمارے میں یوسف خان کمبل پوش کے دوسرے نو دریافت سفرنامے ''سیر ملک اودھ'' کا مکمل متن اور کمبل پوش کی ایک نایاب رنگین تصویر کا عکس بھی پیش کیا جارہا ہے۔ یہ سفرنامہ اس مجلّے کے تحت پہلی بار منظر عام پر آرہا ہے جو کہ ''نایاب کلاسیکی متون'' کے حصے میں نجیبہ عارف کی جانب سے لکھا گیا ہے۔

شمارے کا چوتھا حصہ ''ادب: تجزیہ و مطالعہ'' میں نو مقالے/مضامین شامل ہیں اس حصے میں ناصر عباس نیرّ، ضیاالحسن، محمد سلمان بھٹی، احتشام علی، محمد ہومرثی، ایم خالد فیاض، صباحت مشتاق، سائرہ بتول اور صائمہ علی نے مختلف موضوعات پر تجزیاتی مطالعات پیش کیے ہیں۔

شمارے کا پانچواں حصہ'' عالمی ادب'' کے نام سے منسوب کیا گیا ہے جبکہ چھٹے حصے میں ''تبصراتی مقالہ'' شامل ہے جو جلیل عالی نے'' پاکستانی ثقافت: اتفاق و اختلاف'' پر لکھا ہے آخر میں چار انگریزی مقالات شامل کیے گئے ہیں۔

بنیاد کا ساتواں شمارہ بھی نجیبہ عارف (مہمان مدیر) کے زیر ادارت شائع ہوا۔ یہ شمارہ سات حصوں پر مشتمل ہے یہ شمارہ بھی ضخامت کے لحاظ سے اہم اس کا پہلا حصہ ''تحقیق و تنقید'' جس میں معین الدین عقیل، مظہر محمود شیرانی، طارق علی شہزاد،

ذوالفقار علی دانش، زاہد منیر عامر، نجیبہ عارف کے مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ دوسرا حصہ "مکاتیب" کا ہے اس میں محمد ارشد نے "مکاتیب ندوی فضلا (سید سلیمان ندوی، سید ابوالحسن علی ندوی، مسعود عالم ندوی) بنام غلام رسول مہرؔ" کے عنوان سے مضمون پیش کیا ہے۔

تیسرا حصہ "اردو زبان: مسائل اور امکانات" کا ہے جس میں محققین نے بہت عمدہ طریقے سے اردو زبان میں موجود مسائل اور ان کے حل تجویز کیے ہیں۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے "اردو لغت کے بعض مسائل" رؤف پاریکھ نے "قاموس الپسند: پچپن (۵۵) جلدوں پر محیط اردو کا نادر لغت۔ تعارف اور چند مغالطوں کا ازالہ" اور عبدالستار ملک نے "پاکستانی زبانوں کی لسانی وصوتیاتی خصوصیات اور اردو کی تدریس" جیسے موضوعات پر قلم اٹھایا۔

چوتھا حصہ "اردو شاعری: عصری تناظر" کا ہے اس میں ابوالکلام قاسمی نے "مرزا غالب اور دانش حاضر" لکھا ہے۔ اس مقالے میں غالب اور آج کے زمانے کی وہ عام سوجھ بوجھ سب شامل ہیں جس کو بنانے میں تاریخی اور سماجی ارتقا کے تمام محرکات روبہ عمل رہے ہیں۔ غالب کی عصری معنویت پر غور کرنے والے بیشتر نقادوں نے غالب کے بعد سے لے کر آج تک کی شاعرانہ کاوشوں میں غالب سے کسب فیض کے رجحان کا ذکر کیا ہے۔ غالب کا شعری طریقہ کار ان کے اشعار کے زمانی تناظر کو بھی بدل دیتا ہے۔(۱۲)" سعادت سعید نے "اکیسویں صدی، وجودی بنیادیں اور نئی نظم کے تشکیلی زاویے" خالد محمود سنجرانی نے "مقامی شعری اصناف میں مظفر علی سید کی تخلیقی امنگ" طارق محمود ہاشمی نے "اردو شاعری میں تحسین منٹو" نبیل احمد نبیل نے "مجید امجد کی شاعری: پنجاب کے ثقافتی تناظر میں" پیش کی ہے۔

شمارے کا پانچواں حصہ "اردو فکشن: بازیافت" کا ہے اس میں تبسم کاشمیری نے بابو گوپی ناتھ: "صحبہ خانوں کا راہب، محمد نعیم نے ایامی: مساوات اور بیانیہ" لیاقت علی کا پنجاب اک جاگیر دارانہ سماج اور طاہرہ اقبال کی افسانوی دنیا" روبینہ الماس نے عبداللہ حسین کے ناولوں میں طبقاتی شعور اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔

شمارے کا چھٹا حصہ "ترجمہ اور اس کا فن" جس میں محمد عمر میمن نے "شاعری بطور عمل تاریخ" یہ ماریہ روزا مینو کال کے مضمون کا ترجمہ ہے۔ جبکہ محمد سلمان ریاض نے "علم ترجمہ سے متعلق رجحانات کا اجمالی جائزہ" پیش کیا ہے اور سہیل محمود نے "عمل اور روایت" کے عنوان سے مضمون تحریر کیا ہے۔

شمارے کا آخری حصہ انگریزی مضامین کا ہے جس میں محمد اکرام چغتائی، محمد سفیر اعوان/ خدیجہ مشتاق کے مقالے شامل ہیں۔ اس شمارے میں بے انتہا اعلیٰ اور اہم موضوعات پر مضامین تحریر کیے گئے ہیں۔

بنیاد کا آٹھواں شمارہ ۲۰۱۷ء میں شائع ہوا اس شمارے میں تحقیق وتنقید کے حصے میں پاکستان کے کتب خانوں میں ترکی مخطوطات سے متعلق معلومات سے لے کر اردو زبان کے قابل توجہ پہلوؤں پر تحریریں موجود ہیں عمدہ قسم کی تحقیقی تحریروں کے ساتھ تنقیدی مطالعات بھی شامل ہیں۔ اس شمارے میں (۲۵) پچیس مقالے شامل کیے گئے ہیں اور چھ مختلف حصوں میں

تقسیم کیا گیا ہے پہلا حصہ "تحقیق و تنقید" جس میں عارف نوشاہی، سعادت سعید، خالد محمود سنجرانی، ارشد محمود ناشاد، صائمہ ارم، رفاقت علی شاہد اور محمد خاور نوازش کے مضامین ہیں دوسرا حصہ "شاعری: تجزیہ و مطالعہ" کا ہے جس میں شمس الرحمٰن فاروقی نے "فیض صاحب کی ہمہ گیر مقبولیت" پر قلم اٹھایا ہے جبکہ سب سے اہم زاہد حسن نے "سید وارث شاہ کا پنجابی ترجمہ قصیدہ بردہ شریف: تعارف، تجزیہ اور تقابلی مطالعہ" یہ وارث شاہ کے قصیدہ بردہ شریف کے پنجابی ترجمے پر ہے جواب تک کیے جانے والے پنجابی تراجم سے تقابلی سطح پر مختلف ہے اس کی علاوہ صائمہ علی، احتشام علی اور ذیشان دانش کے مقالے شامل ہیں۔

شمارے کا تیسرا حصہ "اردو فکشن: بازیافت" کا ہے اس میں نجیبہ عارف کا مضمون "فکشن کو سیاسی و سماجی جہات کا مطالعہ" محمد سعید کے "منٹو کے چند غیر مدون خطوط" عبدالقدیر کا "مصر کا منٹو" محمد نعیم نے "ابن الوقت: ثقافتی شناخت کی تشکیل" محمد سلمان بھٹی نے "پی ٹی وی لاہور مرکز کا اردو ڈراما: تاریخ اور تقابلی مطالعہ" محمد رفیق الاسلام نے "فسانہ عجائب: مابعدالطبعیاتی مطالعہ" طاہرہ صدیقہ نے "افتخار جالب اور اردو افسانے کی نئی لسانی تشکیلات" اور محمد نوید نے "انتظار حسین کے دو نایاب اردو اسٹیج ڈرامے" کے عنوانات پر مضامین تحریر کیے ہیں۔

شمارے کا چوتھا حصہ "عالمی ادب" جس میں ایم خالد فیاض اور خالد امین کے مقالے موجود ہیں اور پانچواں حصہ "ترجمہ" کا ہے جس میں احمد بلال نے "اقبال کا تصور وحدت الشہود/ ہمہ از اوست" کے عنوان سے رابرٹ سی ونمور کے مضمون کا ترجمہ کیا ہے اور آخر میں دو انگریزی مضامین شامل ہیں جسے باسط بلال کوشل/ احمد افضال اور کنول خالد نے تحریر کیے ہیں۔نجیبہ عارف نے بحیثیت مہمان مدیر کل چار شماروں کی ادارت کی ذمہ داری اٹھائی۔

ڈیلی پاکستان کی ویب گاہ پر بنیاد کے آٹھویں شمارے پر تبصرہ شائع ہوا جس کے مطابق یہ شمارہ اردو زبان کے بہت سارے پہلوؤں کو تلاش کرتا ہے اور مشہور مصنفوں کے فیچرز اور تجزیوں کی صورت میں تاریخ کی عمدہ تالیف ہے۔شمس الرحمٰن فاروقی نے اپنے مضمون میں فیض احمد فیض کی شاعری کے خدوخال پر بحث کی ہے۔سعادت سعید نے سرسید احمد خان کی تحریک کے اثرات پر گفتگو کی ہے عارف نوشاہی نے ترکی زبان میں مخطوطات کی فہرست فراہم کی ہے۔جو پاکستان کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں۔اور نجیبہ عارف نے اس کی نوعیت کا جائزہ لیا۔خالد محمود سنجرانی نے جرمنی کی ہائیڈلبرگ یونی ورسٹی میں پیش کیے گئے واجد علی شاہ کی مثنوی دریائے تعشق کا نادر ایڈیشن متعارف کرایا، صائمہ ارم نے علی جواد زیدی، زاہد حسن کی انگریزی زبان میں لکھی گئی اردو ادب کی تاریخ کا تنقیدی جائزہ لیا۔وارث شاہ کے پنجابی ترجمے "قصیدہ بردہ شریف" کا دیگر تراجم کے مقابلے میں مطالعہ کرتا ہے اور وارث شاہ کے موثر اور بے ساختہ اظہار اور زبان پر ان کی گرفت کی انفرادی برتری کو قائم کرتا ہے۔اور ذیشان دانش نے واصف علی واصف کی نظموں کے مجموعے "بھرے بھڑولے" کا جائزہ لیا ہے۔اس اشاعت میں دو انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔ ۶۰۰ صفحات پر مشتمل اس اشاعت میں متنوع موضوعات پر ۲۵ مضامین شامل ہیں۔معین نظامی اور یاسمین حمید نے ایڈیٹ کیا ہے اور ذیشان دانش اس کے مینجنگ ایڈیٹر ہیں" (۱۳)

بنیاد کا شمارہ نو ۲۰۱۸ء میں شائع ہوا اس سال ادارت کا ذمہ معین نظامی کے سر تھا تو اس کا اداریہ بھی معین نظامی نے تحریر کیا اس شمارے میں تھوڑی بہت تبدیلیاں کی گئیں جس کا اعتراف معین نظامی نے اداریے میں باخوبی کیا ہے" ہائیر ایجوکیشن کمیشن (HEC) کی تحقیقی مجلّات سے متعلق کمیٹی کی تجاویز کی روشنی میں بنیاد کے موجود شمارے میں کچھ تھوڑی تبدیلیاں کی گئی ہیں جو یقیناً پسندیدہ ٹھہریں گی۔اس شمارے کا سائز پہلے کے شماروں سے مختلف اور HEC کے منظور شدہ اکثر جرائد کے مطابق ہے۔(۱۴)

اس جریدے میں جو نجیبہ عارف کی ادارت میں مضامین کو ان کے متعلقہ حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا وہ تقسیم ختم کر دی گئی جیسے تحقیق و تنقید، شاعری، ترجمہ، انگریزی مضامین وغیرہ اس شمارے میں باقی مجلّات کی طرح بغیر زمرہ بندی کے مضامین شامل کیے گئے ہیں اس شمارے میں مکمل اٹھارہ مضامین شامل کیے گئے ہیں جس میں مندرجہ ذیل محققین کے تحقیقی مضامین شامل کیے گئے ہیں۔محمد اکرام چغتائی، نجیبہ عارف، ساجد صدیق نظامی، رؤف پاریکھ، طارق محمود ہاشمی، ظہیر عباس، عصمت درانی، زاہد منیر عامر، سعادت سعید، محمد آصف، محمد رشید ارشد، خادم حسین رائے، محمد نوید ازہر، محمد حمزہ فاروقی، محمد ارشد، محمد سلمان ریاض، رفاقت علی شاہد، زاہد حسین/ظہیر حسین وٹو۔ ہر ایک نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ موضوعات پر اپنی قیمتی آراء اور تحقیق پیش کی ہے۔

بنیاد کی جلد دس ۲۰۱۹ء میں شائع ہوئی اس کی ادارت معین نظامی نے کی ہے اس شمارے کے تحقیقی و تنقیدی مقالات میں تاریخ ادب و ثقافت، داستانوی و شعری مطالعات اور فکر انگریز علمی و تحقیقی تراجم پر مشتمل کچھ مقالے شامل ہیں۔ یہ شمارہ چار حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلا حصہ "تحقیق و تنقید" کا ہے اس میں ۱۰ مقالے ہیں اور محققین میں اورنگ زیب نیازی، منور مقبول عثمانی، سفیر حیدر، احتشام علی، قاسم یعقوب، عبدالستار ملک، بی بی امینہ، مظہر عباس، طاہرہ صدیقہ اور محمد عارف علوی شامل ہیں۔

دوسرا حصہ "شاعری تجزیہ و مطالعہ" کا ہے اس میں عزیز ابن الحسن، محمد سعید، فاطمہ فیاض کے مضامین شامل ہیں۔

تیسرا حصہ "فلم اور ڈراما" کا ہے جس میں دو مقالے میں "سابق مشرقی پاکستان کی اردو فلمی صنعت" عقیل عباس جعفری نے تحریر کیا ہے۔ جبکہ انور سجاد کا غیر مطبوعہ اردو اسٹیج ڈراما "ایک تھی ملکہ" متنی و علامتی جائزہ کے عنوان سے محمد نوید نے تحریر کیا ہے۔

چوتھا اور آخری حصہ "ترجمہ" کا ہے جس میں دو ترجمہ شدہ مضامین موجود ہیں۔"مذہب اور سائنسی فکر کی تشکیل جدید" عاصم رضا نے باسط بلال کوشل کے انگریزی مضمون کا ترجمہ کیا اور دوسرا مریم واصف خان کے مضمون کا ترجمہ محمد عمر حبیب نے"

شمالی ہندوستانی ادب میں تبدیلی" کے عنوان سے کیا ہے۔

بنیاد کا گیارہواں شمارہ ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا اب اس کی ادارت کی ذمہ داری ناصر عباس نیّر کے سپرد کی گئی تھی اس شمارے کا اداریہ اب تک کے تمام شماروں سے بہت طویل ہے اس شمارے میں شاعری، فکشن، تاریخ، تنقید، ترجمے اور لسانیات جیسے موضوعات پر مقالے شائع کیے گئے ہیں۔ اس شمارے میں تیرہ (۱۳) مضامین شامل کیے گئے ہیں چوں کہ اس سال پوری دنیا کووڈ کی وبا کا شکار ہوئی تھی اس کا اثر ادب پر بھی پڑا لیکن پھر بھی بنیاد کے مدیران اس کو شائع کرنے میں کامیاب رہے۔ جس میں ڈاکٹر رؤف پاریکھ کا ''لسانی مطالعات کی تاریخ'' طارق محمود ہاشمی کا ''اردو زبان، خصوصی افراد اور تحقیری بیانیہ'' صفدر رشید کا ''انگریزی سے اردو مبنی پر کارپس مشینی ترجمے کے مراحل: ایک توضیحی مطالعہ'' منصور صغت گل کا ''مجالس جہانگیری'' کا فاطمہ فیاض نے ترجمہ کیا۔ ساجد صدیق نظامی نے اردو نثر کے فروغ میں مسیحی مبلغین کا کردار محمد خالد فیاض الرحمٰن کا ''ثقافتی نفسیات اور پریم چند کا ناول گؤدان'' عنبرین صلاح الدین کا ''خالدہ حسین کی گنگ شہزادی اور رہیلن سیکسو کی میڈیوسا کا قہقہہ'' محمد نصر اللہ کا ''خالدہ حسین کے افسانوں میں نفسیاتی وجودیاتی عناصر'' پھر شائستہ شریف کا مضمون ''اردو میں بورخیس کے تراجم'' شامل ہیں ان کے علاوہ ہندالحلیم محفوظ کا مضمون ''اقبال اور شوقی کی شاعری میں موسم بہار: ایک تقابلی مطالعہ'' محمد الیاس کبیر کا ''ایران میں اجنبی: ردنو آبادیاتی تناظر'' سرورالہدیٰ کا ''ناصر کاظمی کے خیالات، غالب کے بارے میں اور آخر میں ضیاالدین بابا کا مضمون ''ڈراما مقدمہ کشمیر میں کردار نگاری کا توضیحی مطالعہ'' شامل ہے شمارے کے آخر میں وجاہت رفیق بیگ نے تمام مقالوں کے ملخص بمعہ کلیدی الفاظ تحریر کیے ہیں۔

بنیاد کی جلد ۱۲ (بارہ) ۲۰۲۱ء میں شائع ہوئی چوں کہ کووڈ موجود تھا تو ناصر عباس نیّر نے اس کے اداریے میں وبا کے بارے میں بھی تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے اس وبا کے تحت بڑے بڑے اہل علم کے اس دنیائے فانی سے کوچ کر جانے پر اظہار تعزیت کیا گیا ہے۔ اس شمارے میں تیرہ مقالے شامل کیے گئے ہیں۔

اس شمارے میں کئی اہم موضوعات پر مقالات شائع ہوئے ہیں ''امیر مینائی کا ایک نایاب قصیدہ ترجیع بند مع متن و تعارف'' صدف تبسم کے تحریر کیا ہے۔ جبکہ عصمت درانی نے ''اقبال کے ایک نایاب قلمی نتیجے کا تفصیلی و تنقیدی مطالعہ کیا'' اقبال نامہ سعادت آیات'' خالص تحقیقی مقالے ہیں ''اردو رسم الخط کے منبع'' پر طارق جاوید کا مقالہ بھی تحقیقی نوعیت کا ہے۔ ''فرانز فینون اپنی صفات کے ساٹھ سال بعد: جائزہ اور افادہ'' اختر علی سید کا مضمون ہے جبکہ اختر احسن کا تدوین شدہ مضمون جو حنا جمشید نے مدون کیا منٹو کا افسانہ ''دھواں'': فنی تنظیم کا مذہبی مرقع اس کے بعد اورنگ زیب نیازی نے کرونا وبا کے عہد میں لکھے گئے اردو فکشن کا خصوصی مطالعہ پیش کیا'' وبا: حقائق اور فکشن'' کے عنوان سے یہ بہت نیا اور انوکھا موضوع ہے۔ مہرونہ لغاری کا مضمون انتظار حسین کے نظام فکر و فن میں تاریخی و تہذیبی شعور'' عمارہ علی نے ''فن ناول نگاری'' پر مضمون تحریر کیا ہے۔ سلیمان نے ''غالب پر بدھ مت کے اثرات'' کے موضوع پر مضمون لکھا۔ وفا یزدان منش نے ''معاصر پاکستانی سفرناموں میں ایرانی تہذیب کے نقوش'' ''ارض و سما کے دو پہیے اور مجید امجد'' کے نام سے ان کی شاعری کے اہم مگر کم زیر بحث آنے والے پہلوؤں سے متعلق

ہیں۔ پھر دین ستال کی'' مابعد جدیدیت کی بھولی بسری کہانی'' کا ابرار حسین نے ترجمہ کیا ہے۔ آخر میں محمد راشد سعیدی نے ''معنی، ابہام اور اکثریت معنی'' کے عنوان سے مضمون تحریر کیا ہے۔

بنیاد کا تیرہواں (۱۳) شمارہ ۲۰۲۲ء میں شائع ہوا اس کا اداریہ بھی ناصر عباس نیرّ نے بہت تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے اس شمارے میں مضامین شائع کیے گئے ہیں اس میں تین اہم تحقیقی مقالات شامل ہیں ڈاکٹر نجیبہ عارف نے افغانستان کے دو نامور سفر ناموں کا تحقیقی تعارف کروایا ہے اور ان کی تاریخی اہمیت واضح کی ہے۔'' دہلی سے کابل و قندھار تک: اٹھارویں صدی میں افغانستان کے دو غیر مطبوعہ سفرنامے'' ڈاکٹر خالد سنجرانی نے علامہ اقبال کی نظم ''شبنم اور ستارے'' کے تعلق سے اہم تحقیقی و تنقیدی نکات پیش کیے ہیں بانگ درا میں اس نظم کے اندراج کی ترتیب کے حوالے سے اہم انکشاف کیا ہے نیز ایک پُرفضا شہر نے اقبال کے تخیل کو کس طور پر مہمیز کیا، اس پر فکر انگیز تنقیدی بحث کی ہے۔''علامہ اقبال ہائیڈل برگ کی تخلیقی فضا اور فطرت سے مکالمہ'' ساجد صدیق نظامی نے ''سردار بہادر لالہ امین چند'' کی آپ بیتی کا تفصیلی تعارف اور متن پیش کیا ہے۔

چار مقالات اردو فکشن کے ہیں جرمن اسکالر ایڈرین ہوپف نے اردو میں خصوصاً فکشن میں مقامی رنگ کے کم سے کم ہونے کے لسانیاتی، تاریخی اور مقامی اسباب پر تنقید کی ہے، محمد نصر اللہ نے ''اردو افسانے میں بزرگ دانش مند کا آرکی ٹائپ'' امان اللہ نے ''فکشن میں نفسیاتی حقیقت نگاری اور گرگِ شب'' کے موضوع پر مضمون لکھے ہیں۔ شائستہ شریف نے ''وبائیں اور جدیدیت'' کے موضوع پر قلم اٹھایا ان کے علاوہ نوشین قمر نے بھی تنقید کو ہی موضوع بنایا'' ماحولیاتی تنقید: اردو ادب، مضامین/ مقالات/ کتب'' کے موضوع پر تنقیدی مضمون تحریر کیا، عنبرین صلاح الدین، انصار احمد شیخ، عزیز ابن الحسن کے بھی مضمون شائع ہوئے ہیں اور پھر صفدر رشید نے شوبنا نجھاوان کے مضمون کا ترجمہ کیا اور محمد نعیم ورک نے فرانجسکا اورسینی کے مضمون کا ترجمہ کیا ہے۔

ڈاکٹر اسلم انصاری، ممتاز شاعر، ناقد و محقق نے بنیاد کا تیرہواں شمارہ جو (۲۰۲۲) میں شائع ہوا حوالے سے رقم طراز ہیں:

''اردو میں عربی اور قرآنی الفاظ کے املا اور تلفظ کے بارے میں جناب انصار احمد شیخ کا مضمون بے حد محبت سے لکھا گیا ہے۔لیکن تمہید میں اگرچہ ذکر بھی ہوتا کہ خود عربی میں عبرانی الفاظ داخلے کا تلفظ کس طرح تبدیل ہوا تو مضمون کی علمی وقعت بڑھ جاتی ہے باقی تمام مضامین بھی فی الحقیقت علمی اور معلوماتی ہیں دو غیر مطبوعہ سفرناموں کے بارے میں ڈاکٹر نجیبہ عارف کا مضمون میں نے بہت توجہ سے پڑھا اور انکی تحقیق نگاری کا مزید قائل ہوا، ایڈرین ہوپف کے مضمون اردو ادب میں مقام پر نگ سے کچھ زیادہ گہرائی اور وسعت کی توقع ملی پاسکل کی انتہائی وجودیت کے بارے میں جناب عزیز ابن الحسن کا مضمون غیر معمولی ہے۔لیکن اسپر تبصرہ کرنا فی الحال مشکل ہے اگرچہ یہ میری دلچسپی کا خاص موضوع ہے اگر کوئی ایسا موضوع لکھ

سکا جو آپ کے مجلّے کے لائق محسوس ہوا تو ضرور ارسال کروں گا'' (۱۵)

بنیاد کا تازہ شمارہ (۱۴) ۲۰۲۳ء میں شائع ہوا اس کی ادارت کی ذمہ داری بھی ناصر عباس نیرّ نے سرانجام دی ہے اس کے اداریہ میں مدیر نے ایڈورڈ سعید کا نظریہ سفر کو مفصّل پیش کیا ہے اس شمارے میں گیارہ مضامین شائع کیے گئے ہیں سب سے پہلے اسلم انصاری کا مضمون ''بچوں کے کردار میں متضمن بدیہیات کا لانطق شعور'' ایک اہم علمی دریافت کا درجہ رکھتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب عہد وسطیٰ کے مسلم مفکروں کو یاد دلاتے ہیں انھیں کلاسیکی مشرقی علوم و ادبیات کے ساتھ معاصر مغربی علوم و ادبیات پر دسترس حاصل ہے۔ یہ مقالہ باور کراتا ہے کہ عہد وسطیٰ کے مسلم مفکروں نے جو تحقیقات کیں ان میں سے کچھ کی علمی توثیق معاصر مغربی تحقیق سے بھی ہوتی ہے۔ زاہد منیر نے ''کلام ظفر علی خان کے مجموعے: تحقیقی مطالعہ'' پیش کیا۔ سال ۲۰۲۳ء میں میر تقی میر کی پیدائش کو تین سو سال مکمل ہوئے ہیں تو ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے دو مضامین شامل شمارہ ہیں سرور الہدیٰ کا ''نکتہ دانانِ رفتہ کی نہ کہو: میر اور جدید ذہن'' ثاقب فریدی کا ''سخن میر کی طرفین: میر کی ایک غزل کی روشنی میں''۔ اس میں میر کی جدیدیت کو دل نشین پیرائے میں سامنے لائے ہیں۔ اور ثاقب فریدی نے میر کی غزل عمدہ تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے اور میر کا تقابلی جائزہ دیگر کلاسیکی شعرا سے کیا ہے۔

ابرار خٹک نے رسالہ ''معیار الاملا'' کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے نیاز حسین نے جان شیکسپئر کی اردو بہ انگریزی لغت: مشترقین کی لغت نویسی کے تناظر میں'' اختر علی سید کا مقالہ ''دانش ور کا تصور اور کردار: ایڈورڈ سعید کی نظر میں'' عنبرین حسیب عنبر نے بھی ایڈورڈ سعید کا تنقیدی طریق کار'' کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔ سجاد بلوچ کے ایڈورڈ سعید کے مضمون کا ترجمہ کیا ہے ''میتھیں اور ردنوآبادیات'' کے نام سے عرفان حیدر کا مضمون ''ادب اور موسمیاتی تبدیلیاں: عالمی اور مقامی تناظر'' اور اورنگ زیب نیازی نے پاکستان کے اردو سفرنامے: ''لینڈ اسکیپ اور تہذیبی شناخت'' اور آخر میں فیصل ریحان کا مقالہ ''انور رومان: بلوچستان میں نثری نظم کا پہلا شاعر'' شامل شمارہ ہے۔ اب ان شماروں میں مقالات کی کتابیات کو اردو کے ساتھ ساتھ رومن میں بھی شامل کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالہ بنیاد کے شماروں کا مختصراً تعارف پیش کیا گیا ہے اور اس میں موجود مقالات کے عنوانات دیے گئے ہیں۔ لمز HEC ہائیر ایجوکیشن کمیشن سے ''وائی'' ضمرے میں منظور شدہ مجلّہ ہے اور آغاز ہی سے HEC کی طے کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق اپنے معنوی معیار میں ارتقا کے لیے کوشاں ہے بنیاد کے موضوعاتی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو بنیاد میں متنوع موضوعات پر مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ بنیاد میں روایتی موضوعات کو ترک کر کے نئے اور انوکھے مضامین منظر عام پر لائے گئے ہیں ہر موضوع نیا اور انوکھا ہے تقریباً اردو ادب میں شامل تمام موضوعات پر محققین نے قلم اٹھایا ہے۔ جیسے تحقیق و تنقید، مکاتیب، شاعری، تجزیہ، نایاب کلاسیکی متن، سفرنامے، لسانیات، عالمی ادب، فکشن، فلم، ڈراما، ترجمہ اور اس کا فن صحافت غرض کہ ہر طرح کے موضوعات سے بنیاد کا دامن مالا مال ہے مجلّے کی ترتیب و تدوین میں ایک ایسا اہتمام موجود ہے جو ہمارے

یہاں کے سنجیدہ مجلّات میں بھی مقصود نظر آتا ہے اس کی وضاحت بنیاد کے سابق مدیر سید نعمان الحق کچھ یوں کرتے ہیں: ''اردو کی علمی دنیا میں ایک ضرورت نہایت اشد ضرورت باقی رہ گئی تھی وہ یہ کہ زبان وادب کے درسات کا ایک ایسا مجلّہ نمود میں آئے جس میں منہاج تحقیق اور متن کی ساخت سے لے کر اندراج کا بیان، نقل، مصادر کی طرز اور ایک خاص رسم الخط کے الفاظ کو دوسرے رسم الخط کی منتقلی کی طریق تمام امور ایک طے شدہ نظام کے تحت پیش کیے جائیں ایسا نظام جو ہمارے اس تازہ دور کے عالمی تحقیقی اصولوں سے مطابقت رکھتا ہو اور تحریروں کا محاورہ فرسودہ نہیں بلکہ معاصرانہ ہو جن میں علوم حاضرہ کے پس منظر سے بے خبری نفس مضمون کو از کار رفتہ نہ بناتی ہو''(۱۶)

اس مجلّے کے ادارے کی جانب سے جس عزم کا اظہار کیا گیا ہے مجلّے کا ہر صفحہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے بنیاد کا مقصد معیاری تحقیق کو ہر خاص و عام تک پہنچانا ہے جس کے لیے مدیران اور مقالہ نگار دن رات کوشاں ہیں۔ اس کے معیار کو ملک اور بیرون ملک کے فاضل محققین بھی اسے قابل اعتماد جانتے اور اس کی مجلس ادارت سے بھرپور تعاون کرتے ہیں اس مجلّے کے چند صفحات انگریزی مقالوں کے لیے بھی مخصوص ہیں جو کہ اس کی خاصیت ہے۔ بنیاد کے ابتدائی آٹھ شماروں میں باقاعدگی کے ساتھ انگریزی مقالے شامل کیے گئے لیکن معین نظامی نے نویں شمارے میں کچھ تبدیلیاں کیں تھیں جس کے باعث انگریزی مقالات اس میں سے ہٹا دیے گئے جو بنیاد کو باقی تمام مجلّات میں ممتاز حیثیت دلاتے ہیں۔ اسے شروعات میں مہمان مدیر نجیبہ عارف کے دور میں مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا نجیبہ عارف نے جب بنیاد کی ادارت کا ذمہ اٹھایا تو وہ بنیاد کا سنہری دور تھا ان ہی کے دور میں بنیاد کے اونچائی پر پرواز کی پھر نویں شمارے معین نظامی کے دور میں تھوڑی بہت تبدیلیاں کی گئیں تھیں دوسرے مجلّات کی طرح بغیر حصوں میں تقسیم کیے مقالات پیش کیے گئے لیکن بنیاد کی ضخامت باقی تمام جرائد سے زیادہ ہے چوں کہ بنیاد سالانہ بنیادوں پر شائع ہوتا ہے تو کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ معیاری مقالے شامل کیے جائیں۔ اس جریدے کے معیار کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں موجودہ دور کے بڑے بڑے محققین نے اپنی تحقیقاتی مقالات اس میں شائع کروائے ہیں جیسے معین الدین عقیل، شمس الرحمٰن فاروقی، نجیبہ عارف، رؤف پاریکھ، تحسین فراقی اور دیگر۔

اگر ہم اسلوب اور زبان و بیان کے حوالے سے دیکھیں تو بنیاد میں لفظیات کا بہت عمدہ استعمال کیا گیا ہے اعلیٰ درجے کے ذخیرہ الفاظ شامل کیے گئے ہیں تمام مصنّفین نے تکنیکی زبان استعمال کی ہے اور عالمانہ اسلوب اپنایا ہے جس نے تحقیقی معیار کو اور وسعت بخشی ہے۔ بنیاد میں دور جدید کے تمام تقاضوں کو پورا کیا گیا ہے ہر مقالے کے آخر میں تفصیل کے ساتھ کتابیات موجود ہے اور ہر مقالے کی کتابیات ایک یکساں نظام کے تحت مرتب ہوئی ہے اردو، فارسی اور عربی کے الفاظ کو رومن رسم الخط میں منتقل کرنے کے لیے بھی لائبریری آف کانگریس کے ٹرانسلیشن نظام سے رہنمائی حاصل کی گئی ہے اور یہ امر قابل ستائش ہے کہ صوتیات اور املاء کے تمام امور ایک یکساں نظام کی گرفت میں لیے گئے ہیں۔ اب تمام کتابیات رومن میں

بھی لکھی گئی ہیں تاکہ ویب گاہ سے آسانی سے رسائی حاصل ہو سکے۔

بنیاد میں جس طرح ن م راشد کے حوالے سے خاص نمبر شائع کیا گیا اس سے قبل کسی مجلّے نے نہیں کیا ن م راشد کی شخصیت کے بے حد اہم گوشے جو عوام کی نظروں سے اوجھل تھے ان کو بہت ہی عمدہ طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر شعراء جیسے مجید امجد، سلیم احمد، میرا جی، اقبال اور دیگر شعراء جن پر مختصر یا بہت کم تحقیق منظر عام پر آتی ہے ان تمام شعراء کو باقاعدہ گوشہ بنا کر تحقیقی موضوعات تحریر کیے گئے ہیں اور اہم موضوعات کی جلد توجہ دلائی گئی ہے۔

اور لسانیات کے حوالے سے بے حد مبسوط اور عمدہ مضامین پیش کیے گئے جس میں عبدالستار صدیقی، ڈاکٹر رؤف پاریکھ، مزمل بھٹی، طارق جاوید، شمس الرحمٰن فاروقی، عبدالستار ملک، طاہرہ صدیقہ اور دیگر شامل ہیں انھوں نے اس مجلّے میں لسانیات کا تڑکا لگا کر چار چاند لگا دیے۔

قدیم ادبی متون کے سلسلے میں بھی یہ مجلّہ بہت عمدہ انداز میں سامنے آتا ہے۔ جیسا کہ یوسف خان کمبل پوش کے نو دریافت سفر نامے کا متن پہلی بار اس مجلّے کے توسط سے سامنے آیا ہے اور چند غیر مدون مکاتیب بھی منظر عام پر لائے گئے ہیں جو ہمارا ادبی سرمایہ ہیں۔

بنیاد نے اپنی سعی پیہم اور احساس ذمہ داری کی بناء پر چند ہی برسوں میں پاکستانی دانش گاہوں سے شائع ہونے والے مجلّات میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ کسی بھی مجلّے کا معیار تحقیق اور پیمانہ نقد و نظر اور مشمولات کا معیار جانچنے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس میں لکھنے والے اہل قلم کا معیار کیا ہے اور انھوں نے موضوعات کیسے منتخب کیے ہیں۔ بنیاد اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کے موضوعات کا معیار بہت ہی عمدہ ہے۔ بنیاد اپنے معیار کو برقرار رکھنے کے لیے تفصیلی طور پر قواعد و ضوابط، مقالہ نگاروں کے لیے ضروری ہدایات اور رادارتی مراحل کی بعض گزیہ جزئیات بھی شامل مجلّہ کی ہیں تاکہ محققین کو کسی قسم کی مشکلات پیش نہ آئیں۔ دیگر مجلّات میں پیسوں کے عوض تحقیق شائع کی جاتی ہے لیکن مجلّہ بنیاد واحد جریدہ ہے جو بلا معاوضہ تحقیق کو شائع کرتا ہے۔ جس سے مجلّے کی شفافیت واضح ہے۔

اس مجلّے کو کامیاب بنانے کے لیے اس کے مدیران اور مقالہ نگار ہر طرح کی کاوشیں بروئے کار لا رہے ہیں جس سے تحقیق کا معیار بلند سے بلند تر ہوتا جا رہا ہے بنیاد کو "Y" ضمرے سے "X" ضمرے میں لے جانے کی بھرپور کوششیں کی جا رہی ہیں اردو ادب میں ایسے کامیاب مجلّوں کی موجودگی قابل ستائش ہے۔

فاضلانہ نگرانی، مدیران کی محنت، صاحبان ذوق کی قدردانی و ہمت افزائی اپنی غیر متنازعہ پالیسی اور قلمی معاون کی بدولت بنیاد جلد ہی دنیائے ادب میں ہر دل عزیز ہو گیا۔ اس مجلّے کے اضافے سے اردو تحقیق کا معیار اور بلند ہو رہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ایسے اور بھی معیاری تحقیقی جرائد ہمارے ادب کا حصہ بنیں گے۔ اس سے یقیناً تحقیق کے معیار میں اور اضافہ ہوا ہے۔

حواشی

۱۔ https://bunyad.lums.edu.pk/website/introduction_9

۲۔ https://bunyad.lums.edu.pk/website/page/advisory-board-6

۳۔ https://bunyad.lums.edu.pk/website/page/advisory-board-13

۴۔ https://bunyad.lums.edu.pk/website/page/publication-ethics-and-malpractic-statement-1

۵۔ ایضاً

۶۔ مدیران، اداریہ مشمولہ بنیاد، جلد اوّل، شمارہ اول 2010ء، لمز، لاہور ص ۷

۷۔ ایضاً

۸۔ مقالات، مشمولہ بنیاد، جلد اول شمارہ اول 2010ء لمز، لاہور، ص ۶

۹۔ Dawn.com/2012/10/08/review-bunyad-a-journal-of-urdu-studies/bunyad-final-2-(70ct 2012)

۱۰۔ ڈاکٹر رؤف پاریکھ، قرار اللغات: امیر اللغات کا تکملہ؟ مشمولہ بنیاد، لمز، لاہور، شمارہ ۴۰، ۲۰۱۳ء، ص ۱۱۱

۱۱۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیّر، میرا جی کے تراجم مشمولہ بنیاد، لمز، لاہور شمارہ ۴، ۲۰۱۳ء، ص ۱۴۲

۱۲۔ ابوالکلام قاسمی، مرزا غالب اور دانش حاضر مشمولہ بنیاد، لمز، لاہور شمارہ ۷، ۲۰۱۶ء، ص 247
/--and languages–lums-gurmani-Center-ofaug 201717

۱۳۔ dailypakistan.com.pk/literature-publishes-latest-issueofunyagguages-17-aug-2017 -03:04 pm

۱۴۔ معین نظامی، اداریہ مشمولہ بنیاد، جلد ۹، شمارہ، اوّل، 2018ء لمز، لاہور، ص ۵

۱۵۔ ڈاکٹر محمد اسلم انصاری، خط بنام ایڈیٹر، بنیاد، bunyad.lum.edu.pk/website/page/bunyad-reviews

۱۶۔ سیّد نعمان الحق، اداریہ مشمولہ بنیاد، جلد دوم، شمارہ اول، ۲۰۱۸ء، لمز، لاہور، ص ۶

مآخذ:

۱۔ بنیاد، شمارہ اوّل، (خصوصی شمارہ)، ن م راشد، جولائی ۲۰۱۰ء، گورمانی مرکز زبان و ادب، لمز، لاہور

۲۔ ______، جلد دوم، ______، جون ۲۰۱۱ء، ______

۳۔ ______، ______، شمارہ دوم، جنوری ۲۰۱۲ء، ______

۴۔ ______، جلد سوم، شمارہ اوّل، جولائی ۲۰۱۲ء، ______

۵۔ ______، جلد چہارم، ______، مئی ۲۰۱۳ء، ______

۶۔ ______، جلد پنجم، ______، اگست ۲۰۱۴ء، ______

۷۔ _____، جلد ششم، _____، مئی ۲۰۱۵ء، _____

۸۔ _____، جلد ہفتم، _____، اگست ۲۰۱۶ء، _____

۹۔ _____، جلد آٹھ، _____، جون ۲۰۱۷ء، _____

۱۰۔ _____، جلد نو، _____، جون ۲۰۱۸ء، _____

۱۱۔ _____، جلد دس، _____، ۲۰۱۹ء، _____

۱۲۔ _____، جلد گیارہ، _____، ۲۰۲۰ء، _____

۱۳۔ _____، جلد بارہ، _____، ۲۰۲۰ء، _____

۱۴۔ _____، جلد تیرہ، _____، ۲۰۲۲ء، _____

۱۵۔ _____، جلد چودہ، _____، ۲۰۲۳ء، _____